خُطبہ

حَجّۃُ الوِداع

مقدمہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اله وصحبه اجمعین ٥

اما بعد! قریش چونکہ خانہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے، اس لئے تمام عرب پر ان کی حکومت تھی اور وہ خاندان الہیٰ کہلاتے تھے۔ جاہل، بدمزاج اور جنگجو قومیں اپنے آبائی رسوم و رواج اور عقائد کے خلاف کوئی تحریک قبول نہیں کرتیں۔ عرب ایک مدت سے بت پرستی میں مبتلا تھے انہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے، جو ان کے عقائد کے مطابق ہر قسم کے خیر و شر کے مالک تھے۔ وہ پانی برساتے تھے، اولادیں دیتے تھے، جنگوں میں کامیابی دلاتے تھے۔ اس کے برعکس اسلام بت پرستی ختم کر کے ایک خدا کی پرستش کا درس دیتا ہے۔ اس سے قریش کے عقائد ہی پر زد نہیں پڑتی تھی، بلکہ اس سے ان کی عظمت، اقتدار اور ان کے عالمگیر اثر و رسوخ کا بھی خاتمہ تھا۔ لہذا انہوں نے نہایت شدت کے ساتھ آپ کی مخالفت کی۔

عربوں میں حکومت و سرداری کے لئے اولاد اور دولت سب سے ضروری سمجھی جاتی تھیں اس اعتبار سے حکومت کا استحقاق ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل سہمی اور ابو مسعود ثقفی کو تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصاف سے بالکل خالی تھے، کیونکہ آپؐ کا دامن دولت کے غبار سے پاک وصاف تھا اور آپ کی اولاد نرینہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہی۔

قریش کے دو قبیلے بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک دوسرے کے حریف تھے اور ان میں ایک عرصے سے رقابت چلی آرہی تھی۔ عبدالمطلب نے اپنے اثر و رسوخ اور قوت سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کر دیا تھا۔ ان کے بعد بنو ہاشم میں کوئی صاحب اثر و قوت نہ رہا۔ ابو طالب دولت مند نہ تھے حضرت عباسؓ دولت مند تو تھے مگر فیاض نہ تھے۔ ابولہب بدچلن تھا، اس لئے بنو امیہ کا اقتدار

بڑھتا گیا۔ بنو امیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو بنو ہاشم کی فتح خیال کرتے تھے۔ اسی لئے آپؐ کی سب سے زیادہ مخالفت اسی قبیلہ نے کی اور بدر کے بعد تمام لڑائیاں ابو سفیان ہی نے برپا کیں۔

مشرکین کی مخالفت اور ایذا رسانی کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور دعوت و تبلیغ اسلام میں لگے رہے۔ مشرکین آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے، آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز کے دوران آپؐ کے جسم اطہر پر نجاست ڈال دیتے تھے، مگر آپؐ پوری تندہی سے اپنے کام میں لگے رہے۔ قریش حیران تھے کہ آپؐ یہ سختیاں اور تکلیفیں کیوں اٹھا رہے ہیں۔ انہیں خیال ہوا کہ ایسی سخت نفس کشی اور جانبازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نمود کی خواہش کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ چناں چہ انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کے ذریعہ آپ کو مال و دولت، سرداری اور عرب کی حسین ترین عورت سے شادی کی پیش کش کی۔ آپؐ نے یہ سب کچھ ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہ تو تمہارے مال و دولت کی ضرورت ہے اور نہ تمہاری بادشاہت و سرداری کی اور نہ میرے دماغ میں خلل ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں برائی سے خبردار کروں اور بھلائی کی نصیحت کروں۔ میرا کام صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ اگر تم اس کو قبول کرو گے تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی سعادت و فلاح کا ذریعہ ہو گا اور اگر تم انکار کرو گے تو میں صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کروں گا۔

(اصح السیر ۸۱، ۸۲، ابن ہشام ۳۵ / ۲، سیرۃ النبی ۱۴۰ / ۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کے جو تیرہ سال مکہ میں گزارے وہ انتہائی اہم ہیں۔ اسی زمانے میں افراد تیار ہوئے، ان کے اخلاق و کردار میں پختگی پیدا ہوئی اور وہ سختیوں اور مصائب کے بلند و بالا پہاڑ عبور کر کے خود صبر و استقلال کے کوہِ گراں بن گئے۔ اگرچہ مکہ کے تیرہ برس بظاہر شدید مغلوبیت کے دن تھے مگر مدنی زندگی کے دس سالوں میں جو کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ اسی زمانے اور انہی لوگوں کے صبر و استقلال کی رہین منت ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اجازت ملتے ہی صحابہ کرام مدینہ منورہ ہجرت کرنے لگے۔ مدینہ پہنچ کر مسلمان تبلیغ اسلام میں مصروف و مشغول ہو گئے، جس سے اسلام تیزی سے پھیلنے لگا اور مسلمان قوت پکڑنے لگے۔ جب صحابہ کرام کی اکثریت مدینہ

ہجرت کر چکی اور مکہ میں بہت کم مسلمان رہ گئے تو قریش کو سخت تشویش لاحق ہوئی کہ اب مدینہ میں مسلمانوں کا ایک مرکز قائم ہو گیا ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ آئندہ بہت جلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لے جائیں۔ چناں چہ انہوں نے آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ آپؐ کو اس سازش کی اطلاع کر دی اور ساتھ ہی مدینہ ہجرت کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپؐ یکم ربیع الاول کو حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے سب سے پہلے ایک مسجد تعمیر فرمائی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام میں مسجد کو سیاسی و سماجی اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قبا میں قیام کے بعد آپؐ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے، جہاں اہل مدینہ نے آپؐ کا نہایت والہانہ اور دیوانہ وار استقبال کیا۔ (معارف القرآن ۲۱۹۔ ۲۲۰ / ۴، ابن ہشام ۲۲۱ / ۲، سیرۃ المصطفیٰ، ۳۵۸۔ ۳۶۰ / ۱، ابن کثیر ۲۰۲ / ۲)

مدینہ میں انصار مدینہ نے، مہاجروں کی جس محبت و فیاضی اور خلوص و وسیع القلبی سے مہمان نوازی کی تھی وہ اسلامی تاریخ کا روشن باب اور اخوت و مساوات اور بھائی چارے کا عظیم نمونہ ہے۔ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کو مدتوں اپنے گھروں میں مہمان بنا کر رکھا۔ اپنے کاروبار، زمینوں اور جائدادوں میں ان کو شریک کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کر کے جدید و قدیم، اپنے و پرائے، اور مکی و مدنی کا فرق ختم کر دیا اور مدینہ کی مسلم آبادی کو ایک مذہبی، سماجی اور معاشی وحدت میں تبدیل کر کے مسلم معاشرہ کے تصور کو عملی شکل دی۔ یہ مواخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت انسؓ کے مکان پر عمل میں آئی۔ (سیرۃ المصطفیٰ ۴۳۵ / ۱، ابن ہشام ۲۴۲ / ۲، سیرۃ النبی ۱۷۰، ۱۷۱ / ۱، بخاری شریف ۲۱۱، ۲۱۲ / ۲)

اہل مدینہ کے حقوق و فرائض اور شہر کی حفاظت و مدافعت کے انتظامات کے بعد آپؐ نے قریش کے متوقع حملوں کے سد باب کی تدابیر کیں۔ اہل مدینہ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی فراخدلی کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کو تبلیغ دین کے لئے بہتر اور آزاد ماحول اور ایک ٹھکانہ میسر آ گیا تھا۔ ہجرت کے بعد مشرکین مکہ کی مخالفت نے سیاسی انداز اختیار کر لیا تھا۔ ان کے خیال میں اہل مدینہ نے مسلمانوں کو پناہ دے کر ایک ناقابل معافی جرم کا ارتکاب کیا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے حسد و عداوت کی آگ بجھانے کے لئے مسلمانوں کو ہر قیمت پر سزا دینے کا فیصلہ کیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حکمت و تدبیر سے مہاجرین و انصار کی حفاظت کے

سلسلہ میں قریش کی شرارتوں کے سد باب اور مدینہ کی حفاظت و دفاع کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے۔

۱۔ قریش کی شام کی تجارت جس پر ان کو بڑا ناز تھا۔ بند کر دی جائے تاکہ وہ صلح پر مجبور ہو جائیں۔

۲۔ مدینہ کے قرب و جوار کے قبائل سے امن و امان کا معاہدہ کیا جائے۔

۳۔ دستور مدینہ کے ذریعہ (جس کو میثاق مدینہ بھی کہتے ہیں) مدینہ کی پوری آبادی کو قریش کے خلاف جسم واحد بنا دیا۔ اگرچہ بعض عناصر نے اس عہد و میثاق کی خلاف ورزی کی مگر وہ اعلانیہ طور پر قریش کا ساتھ نہ دے سکے۔

۴۔ دشمن کو مسلمانوں کی قوت کا احساس دلانے کے لئے مدینہ کے اطراف میں مہاجرین کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھیجیں۔

۵۔ متعدد قبائل سے حلیفانہ تعلقات قائم کر کے قریش کو ان کے حلیفوں اور حامیوں سے محروم اور سیاسی طور پر کمزور کر دیا۔

(سیرۃ النبی ۱۳۸/۱، ۱۸۴/۱)

مذکورہ انتظامات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد بدر کے مقام پر مشرکین مکہ کے ساتھ وہ مشہور معرکہ پیش آیا جس میں نہ صرف مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی بلکہ اس نے قریش کی کمر توڑ کر ان کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں قریش کے چوٹی کے سردار اور بااثر افراد مارے گئے اور مدینہ کے غیر مسلم عناصر پر مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا۔ قرب و جوار کے قبائل بھی مرعوب ہو کر مسلمانوں کی اعانت پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد معرکہ، احد و احزاب وغیرہ ہوئے۔ جنگ احزاب کے بعد اسلامی ریاست کی حدود مضافاتِ مدینہ سے بڑھ کر تمام جزیرۃ العرب تک پھیل گئیں۔ اسی غزوہ کے بعد اسلامی ریاست کو داخلی و خارجی استحکام حاصل ہوا اور عرب سے باہر کی دنیا میں اسلام کا تعارف ہوا۔ (اصح السیر ۱۲۸، ابن کثیر ۲۸۷/۲)

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ اور قتادہؒ کی روایت سے اور بیہقیؒ نے مجاہدؒ کی روایت سے بیان کیا کہ آپؐ نے مدینہ میں ایک خواب دیکھا کہ آپؐ صحابہ، کرام کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے۔ کچھ لوگوں نے سر منڈوایا اور کچھ لوگوں نے سر کے بال کتراوئے۔ اسی حالت میں آپؐ نے کعبہ کی کنجی لی اور بیت اللہ میں داخل ہو گئے۔ انبیاء علیہم السلام کا خواب چونکہ وحی ہوتا

ہے، اس لئے اس صورت کا واقع ہونا یقینی تھا۔ مگر خواب میں اس کے لئے کوئی سال یا مہینہ متعین نہیں کیا گیا تھا۔ جب آپؐ نے صحابہ کرام کو اپنا خواب سنایا تو وہ مکہ جانے اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے بیتاب ہو گئے اور فوراً تیاری شروع کر دی۔ صحابہ کرام کی بیتابی اور تیاری دیکھ کر آپؐ نے بھی ارادہ فرمالیا۔ چونکہ خواب میں کسی سال یا مہینہ کا تعین نہ تھا، اس لئے ایک احتمال یہ بھی تھا کہ یہ مقصد شاید فوراً حاصل ہو جائے۔ اسی لئے آپ نے بھی تیاری شروع کر دی اور قرب وجوار کے قبائل میں بھی اس کا اعلان کرا دیا۔

پھر چودہ سو مہاجرین و انصار اور دیگر قبائل کے ہمراہ یکم ذیقعدہ کو آپؐ عمرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ عام عرب قاعدے کے مطابق آپؐ نے تلواروں کے سوا کوئی اسلحہ ساتھ نہیں لیا۔ قربانی کے اونٹوں کو جن کی تعداد ستر تھی اشعار کر کے ان کے گلے میں قلادہ ڈال دئے گئے۔ قریش کو جب آپؐ کے ارادے اور روانگی کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گئے کیونکہ ماہِ ذیقعدہ حرمت والے مہینوں میں سے تھا۔ عربوں کے دستور کے مطابق حرمت والے مہینوں میں حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ جانے والوں کو روکنے کا کسی کو حق نہ تھا۔ حتیٰ کہ اگر کسی قبیلہ سے اہل قافلہ کی دشمنی بھی ہو تو اس وقت کے مسلمہ عرب دستور کی رو سے وہ اپنے علاقہ سے گزرنے میں زائرین کے قافلہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ قافلہ بھی ایسے ہی لوگوں پر مشتمل تھا جو احرام باندھے ہوئے اور غیر مسلح تھے۔ ان کے ساتھ ہدی کے جانور تھے، جن کی گردنوں میں ہدی کی علامت کے طور پر قلادہ پڑے ہوئے تھے۔ (مظہری ۹/۶، معارف القرآن ۸/۵۵)

مشرکین مکہ کے خیال میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی طرف سے حج کی ادائیگی محض ایک مذہبی تقریب میں شرکت کا معاملہ نہ تھا بلکہ ان کے نزدیک اس سے مسلمانوں کو اپنی اس قوت کے مظاہرے کا پورا پورا موقع حاصل ہو جاتا، جو انہوں نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد حاصل کی تھی۔ دوسری طرف عرب قبائل مسلمانوں کے مکہ میں داخلے کو قریش کی کمزوری پر محمول کرتے اور ان کی نگاہوں میں قریش کا وقار کم ہو جاتا۔ قریش کی ایک الجھن یہ بھی تھی کہ اگر انہوں نے اہل قافلہ پر حملہ کر کے انہیں مکہ میں داخل ہونے سے روکا تو عرب قبائل میں یہ تاثر پیدا ہونے کا احتمال تھا کہ قریش خانہ کعبہ کے مالک بن گئے اور آئندہ کسی کا حج و عمرہ کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہو گا۔ چنانچہ بڑی سوچ و بچار کے بعد انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہیوں کو کسی قیمت پر مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے

چنانچہ مشرکین مکہ نے اپنی ضد اور عناد کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا اور سہیل بن عمرو کے ذریعہ ایک ایسے صلح نامے پر راضی ہوگئے جس کی بعض دفعات بظاہر ان کے حق میں تھیں، اسی لئے وہ اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھ رہے تھے۔ مگر بعد کے واقعات و نتائج ان کی توقعات کے برعکس تھے۔ (مظہری ۷/ ۹)

یہ صلح تقریباً دو سال برقرار رہی۔ اس کے نتیجہ میں مشرکین مکہ کا مدینہ آنا جانا ہوا اور ان کو قریب سے مسلمانوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ جس سے ان کی غلط فہمیاں دور ہوئیں اور اسلام ان کے دلوں میں گھر کرنے لگا۔ صلح کے بعد فتح مکہ تک کے مختصر عرصہ میں اسلام نہایت تیزی سے پھیلا دوسری طرف اس صلح کے نتیجہ میں مشرکین مکہ نہ تو مدینہ پر حملہ کر سکتے تھے اور نہ یہود کی جانب مسلمانوں کی پیش قدمی کی صورت میں ان کی مدد کر سکتے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے صرف ڈیڑھ دو ماہ بعد ہی یہود کے سب سے مضبوط گڑھ خیبر پر لشکر کشی کر کے اس کو نہایت آسانی سے فتح کر لیا۔ پھر یہود کی دیگر آبادیاں، فدک، وادی القریٰ وغیرہ بھی اسلامی ریاست کے زیر نگیں آگئیں۔ اس کے ساتھ ہی یہود و قریش کے زیر اثر قبائل پر بھی اسلام کی سیاسی اور حربی برتری قائم ہو گئی اور عرب قبائل جو اب تک اسلام کی روشنی سے محروم تھے ان کو اسلام کی روشنی میسر آ گئی۔

معاہدہ حدیبیہ کے تحت بنو بکر نے قریش سے اور بنو خزاعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الحاق کیا تھا۔ دونوں فریقوں پر معاہدہ کا التزام لازم تھا۔ مگر قریش نے خیانت کا ارتکاب کیا اور بنو خزاعہ پر بنو بکر کے حملہ میں بنو بکر کی آدمیوں اور اسلحہ سے مدد کی۔ اس خلاف ورزی کے نتیجہ میں حدیبیہ کی صلح ختم ہو گئی۔ چنانچہ آپؐ نے دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرار لے کر مکہ کی جانب کوچ فرمایا اور سفر ایسی رازداری کے ساتھ کیا کہ نہ تو خود قریش کو اس کی خبر ہو سکی اور نہ ہی ان کے حلیف و ہمدرد قبائل ان کی مدد کو پہنچ سکے۔ یہود پہلے ہی مغلوب ہو چکے تھے، اس لئے وہ بھی قریش کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ نتیجتاً قریش تنہا رہ گئے اور آپؐ نے مکہ کو بڑی آسانی سے ۸ھ کے آخر میں فتح کر لیا۔ (ابن ہشام ۴/ ۸۵، ۸۶، اصح السیر ۲۸۹)

فتح مکہ کے بعد بر روایت مشہور ۹ھ میں حج فرض ہوا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ کی بجائے ۱۰ھ میں حج ادا فرمایا۔ اس کی وجہ مولانا سید سلیمان ندوی نے یہ تحریر فرمائی:

"عرب ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس بے حیائی کا منظر آنکھ سے دیکھنا گوارا نہیں فرما سکتے تھے، اس لئے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ ایام حج میں روانہ کئے گئے کہ کعبہ میں جاکر منادی کر دیں کہ آئندہ سے کوئی عریاں طواف نہ کرنے پائے گا۔ ایک اور وجہ یہ تھی کہ نسی کے قاعدے سے حج کا مہینہ ہٹتے ہٹتے ذوالقعدہ میں آگیا تھا چنانچہ ۹ھ کا حج اسی مہینہ میں ادا ہوا لیکن حج کا اصلی مہینہ ذوالحجہ تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال کا انتظار فرمایا اور اس وقت حج ادا فرمایا جب وہ اپنے اصلی مرکز پر آگیا۔" (سیرت النبی جلد دوم)

علامہ علی بن برہان الدین کہتے ہیں کہ آپؐ حجۃ الوداع سے قبل مدینہ منورہ سے حج کے لئے اس لئے تشریف نہیں لے گئے کہ کفار نے حج کو اپنے وقت سے نکال دیا تھا، کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں کفار حج کو ہر سال گیارہ روز موخر کر دیتے تھے۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے ۳۳ سال بعد اپنی جگہ واپس لوٹ آیا اور حج کا مہینہ اپنی اصل جگہ پر آگیا۔ اسی بنا پر حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم پھر کر واپس اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا ہے جیسے کہ وہ دنیا کی تخلیق کے وقت تھا۔ (سیرت حلبیہ، جلد ۳)

حج فرض ہونے کے بعد ذی قعدہ ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ ۳ سو صحابہ کی جماعت تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد عہد توڑنے کے بارے میں سورۃ براۃ کی آیتیں نازل ہوئیں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا سفیر بنا کر ایک اہم دینی و سیاسی اعلان کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ مقام العرج میں حضرت ابو بکرؓ سے جا ملے اور ان کو اپنی آمد کی غرض بتائی۔ مکہ پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا خطبہ پڑھا اور مناسک حج کی تعلیم دی۔ پھر یوم النحر میں حضرت علیؓ نے جمرہ کے قریب کھڑے ہو کر مسلمانوں کا جس کسی سے عہد تھا اس کا عہد واپس کرنے کا اعلان کیا اور سورۃ براۃ کی ابتدائی چالیس آیات پڑھ کر سنائیں، جن میں مندرجہ ذیل امور کا بیان تھا:

۱۔ جن لوگوں نے شرک پر قائم رہتے ہوئے آپؐ سے معاہدے کر کے اپنے مفادات محفوظ کر رکھے تھے، ان کے معاہدے ختم کر کے ان کو چار ماہ کی مہلت دی گئی۔ اس عرصہ میں ان کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ اسلامی ریاست کے اندر

مسلمان بن کر رہیں گے یا اسلامی ریاست کی شہریت ترک کر دیں گے اور اس سے جنگ کریں گے۔

۲۔ مشرکین میں سے جن لوگوں نے اپنے عہد کو پورا کیا تھا اور انہوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد نہیں کی تھی، ان کے معاہدوں کو مقررہ مدت تک بحال رکھا گیا۔

۳۔ اس مدت میں اگر کوئی مشرک مدینہ آکر اسلام کو سمجھنا چاہے تو اس کو بحفاظت آنے جانے کا موقع دیا جائے گا۔

۴۔ اصل زد ان مشرکوں پر پڑی جنہوں نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں اور جنگی محاذ بنائے اور اسلام دشمنی میں اخلاقی حدیں توڑیں۔

۵۔ آئندہ حرم کی تولیت کسی مشرک کو نہیں سونپی جائے گی۔

۶۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہ جائے کیونکہ یہ نرے پلید ہیں۔

۷۔ حرمت والے مہینے ختم ہونے کے بعد مشرکوں کو جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو۔ اگر وہ توبہ کر لیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

پھر ذیقعدہ دس ہجری میں آپؐ نے اس عظیم الشان حج کا احرام باندھا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ اس حج کو حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام بھی کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع تو اس لئے کہتے ہیں کہ اس حج کے بعد آپؐ نے وفات پائی اور یہ آپؐ کا آخری حج تھا۔ حجۃ الاسلام اس کو اس لئے کہا گیا کہ حج کی فرضیت کے بعد یہ آپؐ کا پہلا حج تھا۔ مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپؐ نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا تھا، اگرچہ قبل از ہجرت آپؐ نے بہت سے حج کئے تھے۔ اس حج کو حجۃ البلاغ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس میں آپؐ نے اسلام کے احکام کی قولاً بھی وعظ و خطاب کے ذریعہ تعلیم دی اور عملاً بھی ان احکام کو کر کے دکھایا اور امت کو کامل طریقہ سے دین کے احکام پہنچائے۔ اسی موقع پر اسلام کے بطور دین مکمل ہونے کا اعلان ہوا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** نازل ہوئی۔

مشہور قول کے مطابق اس حج میں آپؐ کے ہمراہیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا

اس سے بھی زیادہ تھی۔ یہ ان لوگوں کی تعداد ہے جو آپؐ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جو قبائل سفر کے دوران آکر آپؐ کے قافلے میں شامل ہوتے رہے، نیز حضرت علیؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ہمراہ جو لوگ یمن سے مکہ پہنچے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ صحابہء کرام کے ہمراہ آپؐ مدینہ منورہ سے ہفتہ کے روز روانہ ہوئے۔ اس وقت ذی القعدہ کے اختتام میں پانچ روز باقی تھے (یعنی ذی القعدہ کی پچیس یا چھبیس تاریخ تھی) آپؐ نے مدینہ منورہ میں اپنی جگہ ایک قول کے مطابق ابو دجانہؓ کو مقرر فرمایا اور دوسرے قول کے مطابق حضرت سباع بن عرفطہ الغفاریؓ کو مقرر فرمایا۔ (السیرۃ النبویہ والاثار المحمدیہ از سید احمد زینی)۔

ایک اور قول کے مطابق آپ مدینہ منورہ سے جمعرات کو روانہ ہوئے تھے جبکہ ماہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں چھ روز باقی تھے۔ (یعنی ذوالقعدہ کی چوبیس یا پچیس تاریخ تھی)۔ آپؐ نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں ادا کی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ پہنچ کر پڑھی تھی۔ جبکہ سنن دارمی میں ابن عباس کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا کی تھی۔

(سنن دارمی جلد دوم، سیرت حلبیہ، جلد ۳)۔

چار ذی الحجہ کو اتوار کے روز صبح کے وقت آپؐ مکہ مکرمہ میں اوپر کی جانب سے داخل ہوئے اور آبادی سے باہر مقام ابطح میں اتوار، پیر، منگل اور بدھ یعنی چار، پانچ، چھ اور سات ذی الحجہ تک قیام فرمایا۔ آٹھ ذی الحجہ بروز جمعرات جسے یوم ترویہ اور یوم منیٰ کہا جاتا ہے، کو آپؐ نے فجر کی نماز ابطح ہی میں ادا کی۔ ابطح میں قیام کے دوران کسی روز آپؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو حجۃ الوداع کے سلسلے کا پہلا خطبہ تھا۔ بیہقی کی روایت کے مطابق آپ نے یوم ترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو بھی ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں مناسک حج کی تعلیم دی۔ پھر آٹھ ذی الحجہ بروز جمعرات ہی کو زوال سے پہلے آپ منیٰ تشریف لے گئے اور اس روز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ ہی میں ادا کیں۔ اگلے روز ۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ) بروز جمعہ آپؐ نے فجر کی نماز بھی منیٰ ہی میں ادا کی۔ اس طرح منیٰ میں آپؐ نے کل پانچ نمازیں ادا کیں۔ پھر طلوع آفتاب کے بعد آپؐ عرفات کی جانب روانہ ہوگئے اور نمرہ کے مقام پر جہاں آج کل مسجد نمرہ نامی مسجد بنی ہوئی ہے اس خیمہ میں آرام فرما ہوئے جو آپؐ کے لئے نصب کیا گیا تھا۔

سورج ڈھلنے کے بعد آپؐ اپنی قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوئے، جس کا رنگ سرخ تھا، اور وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہء حجۃالوداع کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بہت طویل خطبہ تھا

خطبہ کے بعد آپؐ نے عرفات ہی میں ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھے ظہر کے وقت میں پڑھیں ۔ غروب آفتاب تک عرفات ہی میں قیام فرمایا ۔ پھر غروب کے بعد مزدلفہ روانہ ہوگئے جہاں پہنچ کر مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھے ادا کیں اور رات بھر وہیں قیام فرمایا ۔ خطباتِ محمدی میں طبرانی کی روایت سے جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامتؓ ہیں ، یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے عرفات میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں مزدلفہ جانے کا حکم دیا اور مزدلفہ پہنچ کر بھی ایک خطبہ ارشاد فرمایا ۔ پھر دسویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور روشنی پھیلنے تک تسبیح و تکبیر و تحلیل میں مشغول رہے ۔ جب روشنی خوب پھیل گئی اور سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا تو منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے ۔ منیٰ پہنچ کر جمرۃ عقبیٰ کی رمی کی ۔ رمی کے بعد یہاں بھی ایک نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ۔ اسی روز آپ طواف زیارت کی غرض سے جس کو طواف حج ، طواف رکن اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں ، بیت اللہ تشریف لے گئے ۔ لیکن یہ بات واضح نہیں کہ یہ خطبہ آپؐ نے طواف زیارت سے قبل ارشاد فرمایا یا بیت اللہ سے لوٹ کر ۔ اس سلسلے میں دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں ۔ منیٰ کا یہ عظیم الشان خطبہ آپؐ نے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر ارشاد فرمایا ۔ پھر گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو منیٰ میں مزید قیام فرمایا اور زوال کے بعد جمرات کی رمی فرمائی ۔ یہاں آپؐ نے گیارہ ذی الحجہ کو بھی ایک خطبہ ارشاد فرمایا ۔ ۱۳ ۔ ذی الحجہ کو منگل کے روز منیٰ سے روانہ ہو کر وادیٔ محصب میں عصر کی نماز ادا فرمائی ۔ پھر بیت اللہ آکر طوافِ وداع کیا جس کو طواف صدر ، طواف رجوع اور طواف واجب بھی کہتے ہیں ۔ اس کے بعد مکہ کی نیچے والی جانب سے مدینہ روانہ ہو گئے ۔

حجۃ الوداع کے ان تمام خطبوں کے بارے میں مختلف کتابوں میں کثرت سے روایات موجود ہیں مگر بہت کم روایات میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ آپ نے یہ باتِ کس مقام پر ارشاد فرمائی ۔ اکثر روایتوں میں خطب حجۃ الوداع ، خطب یوم عرفہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ آئے ہیں ۔ اس لئے ان تمام مواقع کے خطبوں کو خطبہ حجۃ الوداع شمار کیا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ حجۃ الوداع کے سلسلے کی بہت سی روایات ایسی بھی ہیں جن میں اس بات کی تو تصریح ہے کہ یہ آپؐ نے کس مقام پر ارشاد فرمائیں لیکن ان کے بطور خطبہ صادر ہونے کی کوئی شہادت ان روایات میں نہیں ، البتہ کسی دوسری سند کے ساتھ یہی روایت بطور خطبہ آئی ہے ۔ مثلاً سیرت ابن کثیر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل الفاظ آپ نے مکہ مکرمہ میں دوران سعی ارشاد فرمائے تھے

مگر راوی نے یہ تصریح نہیں کی کہ آپؐ نے یہ الفاظ خطبہ کے طور پر ارشاد فرمائے تھے یا عام گفتگو میں آپؐ نے ایسا فرمایا تھا۔ وہ الفاظ یہ ہیں: **لو استقبلت من امری ما استدبرت** مختلف روایتوں میں یہ الفاظ کم و بیش آئے ہیں۔ تقریباً یہی الفاظ جابر بن عبداللہؓ کی سند سے طحاوی مسلم اور مسند امام احمد میں آئے ہیں۔ اور ان میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ یہ الفاظ آپؐ نے بطور خطبہ ارشاد فرمائے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وقوفِ عرفہ سے قبل مکہ مکرمہ میں بھی آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ (سیرت ابن کثیر جلد ۴، مختصر سیرت الرسول از محمد بن عبدالوہاب)

اس کتابچہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر دیئے گئے مختلف خطبوں کی مختلف روایات کو جمع کر کے ان کو ایک مربوط خطبے کی شکل دی گئی ہے اور یہ کہ روایت کے ابتدائی حصے، راوی کے نام اور مکررات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ہر روایت کے آخر میں اس کا حوالہ اور راوی کا نام دیا گیا ہے تاکہ خطبہ کی تمام روایت بھی سامنے آجائیں اور مضامین و احکام بھی یکجا و مرتب شکل میں مل سکیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو مقبول و نافع بنائے۔ آمین۔ قارئین سے استدعا ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی محسوس ہو اس سے مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

سید فضل الرحمٰن

اتوار، ۲۸۔ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

۲۸۔مئی ۱۹۹۵ء

خطبہ حجۃ الوداع

۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، وہ واحد و یکتا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَاللّٰهِ بِتَقْوَ اللّٰهِ وَاَحُثُّكُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَاسْتَفْتِحُ بِاالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ—

اَمَّا بَعْدُ: اَيُّهَا النَّاسُ! اِسْمَعُوْا مِنِّیْ اُبَيِّنْ لَّكُمْ فَاِنِّیْ لَآ اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَآ اَلْقَاكُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا بِهٰذَا الْمَوْقِفِ اَبَدًا—

(جمهرة خطب العرب)

ثُمَّ قَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا ؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَعْلَمُ— قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّه سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِه— قَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰى— قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَعْلَمُ— قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّه سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِه— قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا بَلٰى— قَالَ فَاَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اے اللہ کے بندو ! میں تمہیں اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور اس کی اطاعت پر ابھارتا ہوں اور جو خیر کی بات ہے اس سے شروع کرتا ہوں۔

امابعد! اے لوگو! میری بات غور سے سنو ، میں تمہارے سامنے واضح طور پر بیان کرتا ہوں کیونکہ میرا خیال ہے کہ شاید میں اس سال کے بعد اس موقف (میدان عرفات) میں تم سے کبھی نہ مل سکوں گا۔

پھر آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے ؟ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں ۔ پھر آپؐ چپ ہو گئے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس مہینہ کا کچھ اور نام رکھیں گے پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ؟ ہم نے عرض کیا ہاں یہ ذی الحجہ کا مہینہ ہے ۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں ؟ آپؐ پھر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس شہر کا

اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَعْلَمُ– قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّه سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ– قَالَ اَلَيْسَ يَوْمُ النَّحَرِ؟ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰه– قَالَ فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا– وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ، فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ– اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلِّغُه، يَكُوْنُ اَوْعٰى لَه، مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَه– ثُمَّ قَالَ اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ (مسلم، بخاری، مسند احمد عن ابی بکرة)

کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ (مکہ) شہر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش ہوگئے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپؐ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا کہ پس تمہاری جانیں اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن اس شہر میں اور اس مہینہ میں حرام ہے اور عنقریب تم اپنے پروردگار سے ملو گے۔ پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ خبردار جو لوگ حاضر ہیں وہ یہ حکم غائب (رہنے والوں) کو پہنچا دیں۔ شاید بعض وہ شخص جس کو یہ حکم پہنچایا جائے گا، اس وقت سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

ثُمَّ قَالَ اِسْمَعُوْا مِنِّیْ
تَعِیْشُوْا، اَلاَ لاَتَظْلِمُوْا، اَلاَ
لاَتَظْلِمُوْا، اَلاَ لاَتَظْلِمُوْا، اِنَّهٗ
لاَیَحِلُّ مَالُ امْرِیءٍ اِلاَّ بِطِیْبِ
نَفْسٍ مِّنْهُ— اَلاَ وَاِنَّ کُلَّ دَمٍ
وَمَالٍ وَمَاْثِرَةٍ کَانَتْ فِیْ
الْجَاهِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ هٰذِهٖ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ
یُوْضَعُ دَمُ رَبِیْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ
بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، کَانَ
مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ لَیْثٍ فَقَتَلَتْهُ
هُذَیْلُ، اَلاَ وَاِنَّ کُلَّ رِبًا کَانَ
فِی الْجَاهِلِیَّةِ مَوْضُوْعٌ، وَاِنَّ
اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَضٰی، اِنَّ اَوَّلَ
رِبًا یُوْضَعُ رِبَا الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدُ
الْمُطَّلِبْ، لَکُمْ رُءُوْسُ
اَمْوَالِکُمْ لاَتَظْلِمُوْنَ وَلاَ
تُظْلَمُوْنَ—

پھر آپؐ نے فرمایا کہ لوگو! میری
حیات بخش باتیں سنو۔ دیکھو ظلم سے دور
رہنا، دیکھو ظلم سے بچتے رہنا، دیکھو کسی پر
ظلم نہ کرنا، بیشک کسی مسلمان کا مال (لینا)
حلال نہیں جب تک کہ وہ اپنی مرضی اور
خوش دلی سے تمہیں نہ دے۔ آگاہ ہو جاؤ!
بلاشبہ جاہلیت کا ہر خون اور مال اور منصب
وعہدہ قیامت تک کے لئے میرے دونوں
قدموں کے نیچے پامال ہے۔ اور وہ پہلا خون
جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں
وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے،
جو بنی لیث میں دودھ پیتا تھا۔ پھر اس کو
ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ آگاہ ہو جاؤ!
جاہلیت کے تمام سود ختم کئے جاتے ہیں۔
اور بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل نے (اس کا)
فیصلہ فرمادیا ہے۔ سب سے پہلا سود جو ختم
کیا جاتا ہے وہ عباس بن عبدالمطلبؓ کا سود
ہے۔ سود کی رقم کے علاوہ اصل مال تمہارا
حق ہے۔ نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم
کیا جائے گا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُوْنَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ— وَإِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ— وَإِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ— مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاَثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ وَوَاحِدٌ فَرْدٌ: ذُالْقَعْدَة، وَذُوالْحِجَّة، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَان— اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! (جمهرة خطب العرب)—

اے لوگو! بے شک مہینوں کا سرکا دینا کفر کی زیادتی کا سبب ہے ۔ اس سے کافر گمراہ ہوتے رہتے ہیں ۔ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال (اپنی کسی غرض کے لئے) حلال کرلیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی غرض نہ ہو) اس کو حرام خیال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں، صرف ان کی گنتی پوری کرلیں ۔ اور بلاشبہ زمانہ اب اپنی اصلی حالت پر لوٹ آیا ہے، جیسا کہ وہ اس دن تھا، جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا اور یقیناً شمار کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک (سال میں) بارہ مہینے ہیں ۔ جن میں سے چار مہینے خاص طور پر قابل احترام ہیں ۔ تین مہینے ذوقعدہ، ذوالحجہ اور محرم تو متواتر ہیں اور رجب کا مہینہ الگ ہے، جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے ۔ آگاہ ہو جاؤ! کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ تو گواہ رہ ۔

أَيُّهَا النَّاسُ! فَاتَّقُوْ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي النِّسَآءِ— فَإِنَّكُمْ

اے لوگو! تم عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتے رہو کیونکہ

اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ
وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ
اللّٰهِ– (مسلم عن جابر)

تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کے ذریعہ تم نے ان کے ستر کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔

اَلَاَ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ
خَيْراً فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ
لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئاً غَيْرَ
ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
مُبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ
فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ
ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ– فَاِنْ
اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ
سَبِيْلاً– اَلَا وَاِنَّ لَكُمْ عَلٰى
نِسَاءِكُمْ حَقّاً وَلِنِسَآءِكُمْ
عَلَيْكُمْ حَقّاً– فَاَمَّا حَقُّكُمْ
عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ
فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا
يَاْذَنَّ فِى بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ
تَكْرَهُوْنَ– اَلَا وَاِنَّ حَقَّهُنَّ
عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِى

آگاہ ہو جاؤ! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ یہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔ تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں سوائے اس کے کہ اگر وہ کسی کھلی فحش حرکت کا ارتکاب کریں تو تم انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو اور ہلکی مار مارو کہ اس سے ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹنے پائے۔ پھر اگر وہ تمہاری فرماں برداری کریں تو تم ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے بہانے تلاش نہ کرو۔ آگاہ ہو جاؤ! جیسے تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے اسی طرح ان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بستروں کے قریب نہ آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے بلکہ وہ ایسے لوگوں کو بھی گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ ان کے کھانے، پینے کی چیزوں میں تم ان سے عمدہ سلوک کرو۔

كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ۔
(ترمذی عن عمرو بن الاحوص)

وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَه اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّىْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ۔ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ..... ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسلم، عن جابر۔ ترغیب و ترهیب عن ابن عباس)۔

اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے تو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کا طریقہ (سنت) ہے۔ اور (قیامت کے دن) تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا تو تم اس وقت کیا کہو گے۔ سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ بیشک آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا اور آپؐ نے امت کی پوری پوری خیر خواہی کی۔ پھر آپؐ اپنی انگشت شہادت کو اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے اور فرماتے۔ اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ۔ آپؐ نے تین بار یہی فرمایا۔

اَلَا لَا يَجْنِىْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَا يَجْنِىْ وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا وَلَدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ۔ اَلَا اِنَّ الْمُسْلِمَ اَخُو

آگاہ ہو جاؤ! کوئی جنایت کرنے والا شخص اپنے علاوہ کسی پر جنایت نہیں کرتا، یعنی جو شخص کوئی جرم کرتا ہے تو اس کا عذاب اسی کو ہوتا ہے۔ اور کوئی والد اپنے بیٹے کے جرم پر اور کوئی بیٹا اپنے والد کے

الْمُسْلِمِ فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ، اِلاَّ مَا اَحَلَّ مِنْ نَفْسِهِ– (ترمذی عن عمرو ابن الاحوص)

جرم پر سزا نہیں پائے گا ۔ آگاہ ہو جاؤ ! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی کوئی چیز اپنے لئے حلال سمجھے سوائے اس کے جو اس کا بھائی اس کے لئے خود حلال کر دے۔

اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يُّعْبَدَ بِبِلاَدِكُمْ آخِرَالزَّمَانِ وَقَدْ يَرْضَى عَنْكُمْ، بِمُحْقَرَاتِ الاَعْمَالِ، فَاحْذَرُوْهُ عَلَى دِيْنِكُمْ بِمُحْقَرَاتِ الاَعْمَالِ– (سیرت ابن کثیر)

اے لوگو! بیشک شیطان، ہمیشہ کے لئے اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے شہروں میں آخر زمانے میں اس کی پرستش کی جائے گی۔ لیکن وہ اس بات سے تم سے خوش ہے کہ جن اعمال کو تم حقیر اور چھوٹا خیال کرتے ہو (ان میں اس کی عبادت کی جائے گی)، پس تم اپنے دین کے معاملے میں ان (برے) اعمال سے بچو جن کو تم حقیر اور چھوٹا خیال کرتے ہو۔

وَاِنَّ مَآثِرَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ غَيْرَ السَّدَانَةِ وَالسِّقَايَةِ وَالْعَمَدُ قَوَدٌ وَشِبْهُ الْعَمَدِ مَا قُتِلَ بِالْعَصَاءِ وَالْحَجَرِ وَفِيْهِ مِائَةُ بَعِيْرٍ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ– (جمهرة خطب العرب)

اور بیشک زمانہ، جاہلیت کے تمام عہدے اور مناصب، سوائے بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے، ختم کر دیئے گئے۔ اور قتل عمد میں قصاص ہے اور جو لاٹھی اور پتھر سے قتل کیا جائے وہ قتل عمد کے مشابہ ہے اور اس میں سو اونٹ (دیت) ہے۔ پس جس نے زیادتی کی وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ لِاٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ— اَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی— اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ— اَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ—

(ترغيب و ترهيب عن جابر بن عبدالله— جمهرة خطب العرب)

اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے ۔ تم سب آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے پیدا کئے گئے ۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی سرخ کو کالے پر اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے ۔ دیکھو! کیا میں نے پہنچا دیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو حاضر ہے اسے چاہیئے کہ وہ غائب تک (میری یہ باتیں) پہنچا دے ۔

اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيْبَهٗ مِنَ الْمِيْرَاثِ فَلَا يَجُوْزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ— اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْتَوَلّٰی

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے لئے ترکہ میں اس کا حصہ تقسیم کر دیا ہے ۔ پس اب کسی وارث کے لئے وصیت کرنا درست نہیں اور بچہ اس کو ملے گا جس کے نکاح یا ملک میں اس کی ماں ہو اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہیں

غَیْرَ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلاَئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، لاَیُقْبَلُ مِنْہُ صَرْفٌ وَّلاَ عَدْلٌ (ابن ماجہ عن عمرو بن خارجۃ)

جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کا غلام بنے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا نفل قبول ہوگا، نہ فرض۔

یَامَعْشَرَ قُرَیْشٍ لاَتَجِیْئُوْا بِالدُّنْیَا تَحْمِلُوْنَھَا عَلٰی رِقَابِکُمْ وَیَجِیْءُ النَّاسُ بِاالآخِرَۃِ فَاِنِّیْ لآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا۔ (خطبات محمدی عن وراء بن خالد بن عمرو بن عامر)

اے قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم اپنی گردنوں پر دنیالادے ہوئے آؤ جبکہ دوسرے لوگ آخرت لئے ہوئے آرہے ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔

اِنَّ الصَّدَقَۃَ لاَ تَحِلُّ لِیْ وَلاَ لِاَ ھْلِ بَیْتِیْ وَاَخَذَ وَبْرَۃً مِنْ کَاھِلِ نَاقَتِہٖ۔ فَقَالَ لاَ وَاللّٰہِ وَلاَ مَایُسَا وِیَ ھٰذَا وَلاَ مَایَزِنُ ھٰذَا۔ (مصنف عبدالرزاق عن شھر بن حوشب)

آپؐ نے فرمایا۔ بلاشبہ صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے اور نہ میرے اہل بیت کے لئے اور آپؐ نے اپنی اونٹنی کی گردن کے قریب سے اون لی اور فرمایا! نہیں، خدا کی قسم اس کے برابر بھی جائز نہیں۔

لاَ تُنْفِقُ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلاَّ بِاِذْنِ زَوْجِهَا- قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلاَ الطَّعَامَ؟ قَالَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا، وَقَالَ اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ، (ترمذی عن ابی امامه الباهلی)

کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ نہ کرے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کھانا بھی نہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کھانا تو ہمارے سب مالوں سے افضل ہے۔ یعنی اس کی حفاظت تو اور بھی ضروری ہے اور فرمایا کہ مانگی ہوئی چیز اور منحہ (دودھ پینے کے لئے دیا جانے والا جانور) واپس کیا جائے اور قرض ادا کیا جائے اور ضامن اس چیز کا ذمہ دار ہے، جس کی اس نے ضمانت دی ہے۔

اَلاَ وَاِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَاُكَاثِرُبِكُمُ الْاُمَمَ- فَلاَ تُسَوِّدُوْا وَجْهِیْ- اَلاَ وَاِنِّیْ مُسْتَنْقِذٌ اُنَاسًا وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّیْ اُنَاسٌ، فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِیْ؟ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لاَ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ- (ابن ماجه ومسند

آگاہ ہو جاؤ! میں حوض (کوثر) پر تم سے پہلے جاؤں گا اور دوسری امتوں پر تمہاری کثرت کی وجہ سے میں تم پر فخر کروں گا۔ (پس تم اپنی برائیوں کی وجہ سے) مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ آگاہ ہو جاؤ! بعض لوگوں کو میں (شفاعت کرکے) چھوڑاؤں گا اور بعض لوگ مجھ سے چھڑا دیئے جائیں گے (یعنی ان کو عذاب کے فرشتے مجھ سے چھڑا کر لے جائیں گے) پھر میں کہوں گا۔ اے میرے رب! یہ تو میرے اصحاب (امت کے لوگ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپؐ کے بعد ان لوگوں نے جو بدعتیں پیدا کیں وہ آپ نہیں جانتے۔

احمد عن عبد اللّٰہ بن مسعود)۔

اَلاَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ وَسَنَّ سُنَنًا وَحَدَّ حُدُوْدًا وَاَحَلَّ حَلاَلاً وَحَرَّمَ حَرَاماً وَّشَرَعَ الدِّیْنَ۔ فَجَعَلَہٗ سَهْلاً سَمْحاً وَاسِعًا، وَلَمْ یَجْعَلْہُ، ضَیِّقاً۔ اَلاَ اِنَّہٗ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَ اَمَانَۃَ لَہٗ وَلاَدِیْنَ لِمَنْ لاَ عَهْدَ لَہٗ وَمَنْ نَّکَثَ ذِمَّۃَ اللّٰہِ طَلَبَہٗ وَمَنْ نَکَثَ ذِمَّتِیْ خَاصَمْتُہٗ فَلَجْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ نَکَثَ ذِمَّتِیْ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ (ترغیب و ترهیب عن ابن عباس)

آگاہ ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے فرض بھی مقرر فرمادیئے ہیں، سنتیں اور طریقے بھی بتا دیئے ہیں ۔ حدیں بھی مقرر فرما دی ہیں ، حلال کا حلال ہونا اور حرام کا حرام ہونا بھی واضح فرمادیا ہے اور دین کو نہایت وضاحت کے ساتھ کامل فرمادیا ہے اور آسان ، وسیع اور کشادہ بنادیا ہے اور اس میں کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی ۔ آگاہ ہو جاؤ ! بلاشبہ وہ ایمان دار نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پابند نہ ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام اور ذمہ کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے جواب طلبی کرے گا اور جو کوئی میرے ذمہ کو توڑے گا تو میں خود اس سے لڑوں گا ۔ پس جس کے مقابلے پر میں آجاؤں تو میں ہی اس پر غالب رہوں گا اور جس نے میرا ذمہ توڑا تو وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا ۔ اور وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آسکے گا۔

وَمَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَانَۃٌ فَلْیُؤَدِّهَا اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَہٗ

پس جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو چاہیئے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو دے دے۔

عَلَيْهَا—(مسند احمد عن ابی حر الرقاشی)

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ اَدَّاهَا اِلٰى مَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لاَفِقْهَ لَهٗ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلاَثٌ لاَ يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ— اِخْلاَصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَالنَّصِيْحَةُ لِاُولِى الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ— اِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَمَنْ كَانَ هَمُّهُ الْاٰخِرَةَ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَجَعَلَ غِنَاءَهٗ فِىْ قَلْبِهٖ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَ هَمُّهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ، وَجَعَلَ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلاَّ مَا كُتِبَ لَهٗ—(جمهرہ خطب العرب،

اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سن کر محفوظ (یاد) رکھا، پھر اس شخص کو پہنچایا جس نے اس بات کو نہیں سنا۔ کیونکہ بہت سے حامل فقہ ایسے ہیں جن کو خود کوئی سمجھ حاصل نہیں اور بہت سے حامل فقہ ایسے ہیں جو اپنے سے زیادہ سمجھدار تک بات پہنچا سکتے ہیں۔ تین باتیں ایسی ہیں جن پر مومن کے دل میں کوئی کھوٹ و کینہ نہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا، (۲) اولوالامر کو نصیحت کرنا، (۳) اور جماعت کو لازم پکڑنا۔ بیشک لوگوں کی دعائیں اس کے پیچھے ہوں گی اور جس کے پیش نظر آخرت ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کے شملہ (چادر) کو جمع کر دے گا۔ اور اس کے دل کو غنی کر دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اور جس کے پیش نظر دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو انتشار کی نذر کر دے گا اور اس کو اس کی زندگی ہی میں اس کی تنگدستی دکھا دے گا اور اس کو دنیا سے اسی قدر ملے گا جتنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔

مسند احمد بسند محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ)

اَلاَ اِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِی الْحَجِّ، وَلَوْ اِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاسَقْتُ الْهَدْیَ، وَلَوْ لاَ الْهَدْیُ لاَحْلَلْتُ— فَمَنْ لَمْ یَكُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیُحِلْ، فَقَامَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشَمُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ— اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِلاَبَدِ؟ قَالَ لاَبَلْ لِلاَبَدِ (مسند احمد عن جابر بن عبداللہ)

آگاہ ہو جاؤ! بیشک عمرہ، حج میں داخل ہو گیا۔ جو بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں احرام کھول دیتا۔ پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دے۔ پھر سُراقہ بن مالک نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

یَامَعْشَرَ النَّاسِ! اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْهِ السَّلاَمُ اٰنِفًا فَاَقْرَاَنِیْ مِنْ رَبِّیَ السَّلاَمَ، وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَفَرَ لاَهْلِ عَرَفَاتٍ، وَاَهْلِ الْمَشْعَرِ، وَضَمِنَ عَنْهُمْ

لوگو! میرے پاس ابھی (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) آئے۔ انہوں نے میرے رب کی طرف سے مجھے سلام پہنچایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اہل عرفات اور اہل مشعر الحرام کی مغفرت فرما دی اور وہ ان کی آپس کی خطاؤں کا ضامن

التَّبِعَاتِ- فَقَامَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ- فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَثُرَخَيْرُ اللّٰهِ وَطَأَبَ-(ترغیب وترھیب عن انس)

بن گیا- یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ (فضیلت) خاص ہمارے لئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ (فضیلت) تمہارے لئے بھی ہے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والوں کے لئے بھی- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم بہت بڑا اور بہت سارا ہے-

اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَغَفَرَلَكُمْ اِلاَّ التَّبِعَاتِ فِيْ مَابَيْنَكُمْ وَوَهَبَ مُسِيْئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَاَعْطٰى لِمُحْسِنِكُمْ مَّا سَاَلَ، فَادْفَعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ- فَلَمَّا كَانَ بِجَمْعٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لِصَالِحِيْكُمْ وَشَفَّعَ صَالِحِيْكُمْ فِيْ طَالِحِيْكُمْ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ

اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آج کے دن تم پر بڑے بڑے انعام و اکرام نازل فرمائے ہیں- تمہارے تمام گناہ معاف فرما دئے ہیں- سوائے ان گناہوں کے جو باہمی حقوق سے متعلق تھے- اس نے تمہارے نیک لوگوں کی سفارش سے بد لوگوں کو بھی بخش دیا ہے اور نیک لوگوں کو اس نے وہ سب کچھ عطا فرما دیا جو انہوں نے مانگا تھا- اب اللہ کا نام لے کر مزدلفہ کی طرف لوٹو- پھر جب سب لوگ مزدلفہ میں جمع ہو گئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل نے تم میں سے نیک لوگوں کو بخش دیا ہے اور بد لوگوں کے بارے میں

فَتَعُمُّهُمْ– ثُمَّ تَفَرَّقُ الْمَغْفِرَةُ فِی الْاَرْضِ فَتَقَعُ عَلٰی کُلِّ تَائِبٍ مِمَّنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ وَیَدَہٗ– وَاِبْلِیْسُ وَجُنُوْدُہٗ عَلٰی جِبَالِ عَرَفَاتٍ یَنْظُرُوْنَ مَاصَنَعَ اللّٰهُ لَهُمْ فَاِذَا نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ دَعَا اِبْلِیْسُ وَجُنُوْدُہٗ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ–

(خطبات محمدی عن عبادہ بن صامت)

ان کی سفارش قبول فرمالی ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی اور اس نے سب کو ڈھانپ لیا ۔ پھر مغفرت و رحمت زمین پر پھیل گئی ۔ پھر ہر اس توبہ کرنے والے کی بخشش ہو گئی جس نے اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں کی حفاظت کر لی (یعنی وہ اپنی زبان اور ہاتھ سے کوئی خلافِ شرع حرکت نہ کرے) ۔ اور ابلیس اور اس کا لشکر عرفات کے ان پہاڑوں پر کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کو دیکھتے رہے ۔ پھر جب یہ عام رحمت نازل ہوئی تو ابلیس اور اس کے لشکر نے اپنے سر پیٹ لئے اور ہائے دہائی کرنے لگے ۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمَّنَهُ النَّاسُ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ– (الوثائق

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال اور اپنی جانوں پر امان پائیں اور مہاجر وہ ہے جو خطائیں اور گناہ چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرے ۔

السياسية، عن فضالة بن عبيد الانصاری)

اَلاَ اِنَّ الْاُمَرَاءَ مِنْ قُرَیْشٍ، اَلاَ اِنَّ الْاُمَرَاءَ مِنْ قُرَیْشٍ، مَا اَقَامُوْا بِثَلاَثٍ مَّا حَکَمُوْا فَعَدَلُوْا وَمَا عَاهَدُوْا فَوَفَوْا وَمَا اسْتَرْحَمُوْا فَرَحِمُوْا، فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (خطبات محمدی عن علی)

آگاہ ہو جاؤ! بلاشبہ امراء و خلفاء قریش میں سے ہی ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! بلاشبہ امراء و خلفاء قریش میں سے ہی ہیں، جب تک کہ تین باتوں کو قائم رکھیں۔ (۱) حکم میں عدل کرتے رہیں، (۲) وعدے پورے کرتے رہیں، (۳) اور رحم کی درخواست کرنے والوں پر رحم کرتے رہیں۔ پھر ان میں سے جو کوئی ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

اَیُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْا مَا اَقَامَ لَکُمْ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (ترمذی، مسند احمد، عن ام الحصین الاحمسیه)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اگر کسی حبشی کو بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے جو اگرچہ کن کٹا ہی ہو، تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو، بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق احکام جاری کرے۔

اَلْحَجُّ حَجُّ عَرَفَةَ، مَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ تَمَّ حَجُّهُ- اَيَّامُ مِنٰى ثَلاَثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلاَ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلاَ اِثْمَ عَلَيْهِ- (مسند احمد عن عبدالرحمن بن يعمر الديلى)

حج تو عرفہ کا حج ہے۔ جو شخص فجر کی نماز سے پہلے رات کو عرفات میں آگیا اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے تین دن ہیں۔ پس جو دو دن میں جلدی کرے (یعنی دو دن کے بعد منیٰ سے چلا جائے) تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (یعنی دو دن سے زیادہ تین یا چار دن ٹھہرے) اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

ثُمَّ قَالَ مَابَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلاَّ قَدْ اَنْذَرَه اُمَّتَه، لَقَدْ اَنْذَرَه نُوْحٌ اُمَّتَه وَالنَّبِيُّوْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ مِنْ بَعْدِهٖ اِلاَ مَاخَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَاْنِه- فَلاَ يَخْفِيَنَّ عَلَيْكُمْ اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ- (مسند احمد عن عبدالله بن عمر).

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو (دجال سے) نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو خبردار کیا تھا اور ان کے بعد دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو خبردار کیا، سوائے اس بات کے جو ان انبیاء پر (دجال کے بارے میں) مخفی تھی۔ پس تم پر ہرگز یہ مخفی نہ رہے کہ تمہارا رب کانا نہیں۔

اَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوْا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَقَبْلَ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ- وَقَدْ كَانَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ-

اے لوگو! علم حاصل کرو قبل اس کے کہ وہ قبض کیا جائے اور قبل اس کے کہ وہ (علم) اٹھا لیا جائے اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے نازل فرمایا ہے۔ " اے ایمان

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ، وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ— اَلَا وَاِنَّ مِنْ ذِهَابِ الْعِلْمِ اَنْ يُذْهَبَ حَمَلَتُهُ— ثَلَاثَ مِرَارٍ— (مسند احمد عن ابی امامة الباهلی)

والو! ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگواری ہو اور اگر تم قرآن کے نازل ہوتے وقت ان کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی ۔ (گزشتہ سوالات) اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیئے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور حلم والا ہے ۔ آگاہ ہو جاؤ! اور علم کا جانا یہ ہے کہ اس کے اٹھانے والے چلے جائیں ۔آپؐ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

اَلَا اِنَّمَا هُنَّ اَرْبَعٌ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا— (مسند احمد عن سلمه بن قيس الاشجعی)

آگاہ ہو جاؤ! بیشک وہ چار چیزیں ہیں (جن سے بچنا ضروری ہے) ۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ، (۲) کسی کو ناحق قتل نہ کرو ، (۳) اور زنا نہ کرو (۴) اور چوری نہ کرو۔

اَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ غَيْرَ حَاجٍّ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا—

اے لوگو! تم اپنے حج کا طریقہ (مجھ سے) سیکھ لو کیوں کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔

(الوثائق السیاسیہ، عن عبد الله بن عمرو بن العاص)

أَيُّهَا النَّاسُ! لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ، فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَقِيْمُوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَطِيْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ ثُمَّ ادْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ— (الوثائق السیاسیہ— عن ابی قبیلة)

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی امت آئے گی پس تم اپنے رب کی عبادت کرو اپنی پانچوں نمازوں کو قائم کرو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو۔ پھر تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اَرِقَّاءَكُمْ اَرِقَّاءَكُمْ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ— فَاِنْ جَاءُوْا بِذَنْبٍ لَا تُرِيْدُوْنَ تَغْفِرُوْنَ فَبِيْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ— (خطبات محمدی عن زید ابن حارثہ)

تم اپنے ماتحتوں اور غلاموں کا خیال رکھو، اپنے کھانے میں سے انہیں بھی کھلاؤ، اپنے لباس میں سے انہیں بھی پہناؤ، اگر ان سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو جائے کہ تم اس سے درگزر نہیں کرنا چاہتے تو انہیں بیچ دو لیکن خدا کے ان بندوں کو عذاب نہ دو۔

وَقَالَ رَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شام کو نکلنا دنیا اور ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو اس پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کو نکلنا دنیا اور ان تمام

الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَرَامٌ عِرْضُه وَمَالُه وَنَفْسُه حُرْمَةٌ كَحُرْمَةِ هٰذَا الْيَوْمِ — (مسند احمد عن سفيان بن حرب)

چیزوں سے بہتر ہے جو اس پر ہیں ۔ بلاشبہ مومن کی عزت ، مال اور جان دوسرے مومن پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت۔

اَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً — فَاِذَا تَجَاهَضَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِيْنِ اَحَدِكُمْ فَدَعُوْهُ (ابوداؤد)

اے لوگو! عطیہ اور انعام اس وقت تک لو جب تک کہ وہ انعام کی حیثیت میں رہیں ۔ مگر جب قریش ملک پر لڑنے لگیں اور انعام یہ صورت اختیار کرلیں کہ وہ دین کے عوض ملنے لگیں تو ان کو چھوڑ دینا۔

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ الْمُصَلُّوْنَ وَمَنْ يُقِيْمُ الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ الَّتِيْ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهُ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ مُحْتَسِبًا طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا — فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَمِ الْكَبَائِرُ — قَالَ تِسْعٌ،

بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست نماز پڑھنے والے ہیں اور جو لوگ پانچوں فرض نمازیں پابندی سے ادا کرتے ہیں اور طلب ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور اجر و ثواب کی طلب میں خوشی سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان کبیرہ گناہوں سے باز رہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے ۔ پس صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ

أَعْظَمُهُنَّ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ—
وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ
وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ
الْمُحْصِنَةِ وَالسِّحْرُ وَاَكْلُ
مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبٰى
وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ
وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ
قِبْلَتِكُمْ اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا
لَايَمُوْتُ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ هٰؤُ
لَاءِ الْكَبَائِرَ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ اِلَّا رَافَقَ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا
مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ—

(کبیرہ گناہ) نو ہیں۔ (۱) ان میں سے سب سے بڑا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے، (۲) کسی مومن کو ناحق قتل کر دینا، (۳) میدانِ جہاد سے فرار ہونا، (۴) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، (۵) جادو کرنا، (۶) یتیم کا مال کھانا، (۷) سود کھانا، (۸) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، (۹) بیت اللہ کی عزت نہ کرنا جو تمہارا قبلہ ہے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ جو شخص ان کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے وہ جنت میں جس کے دروازے کے پٹ (کواڑ) سونے کے ہوں گے، ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهُ لَيْسَ الْبِرُّ
فِيْ اِيْجَافِ الْاِبِلِ وَلَا فِيْ
اِيْضَاعِ الْخَيْلِ وَلٰكِنْ سَيْرًا
جَمِيْلًا تَوَاصَلُوْا ضَعِيْفًا وَلَا

اے لوگو! اونٹوں کے بھگانے اور گھوڑوں کے دوڑانے میں نیکی نہیں بلکہ اپنی سواریوں کو درمیانی چال سے لے جاؤ۔ ضعیفوں، کمزوروں کا خیال رکھو اور کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

تُـوءْذُوْا مُسْلِمًا– (خطبــات محمدی)

اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَـانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ عَرَفَةَ حِيْنَ تَكُوْنُ الشَّمْسُ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ قَبْلَ اَنْ تَغْـرُبَ وَمِنَ الْمُزْدَلِفَـةِ بَعْـدَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِيْـنَ تَكُـوْنُ كَاَنَّهَـا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجوْهِهِـمْ وَاِنَّا لاَ نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَـةَ حَتّٰى تَغْـرُبَ الشَّـمْسُ وَنَدْفَـعُ مِـنَ الْمُزْدَلِفَــةِ قَبْــلَ اَنْ تَطْلُــعَ الشَّــمْسُ هَدْيُنَــا مُخَــالِفٌ لِهَــدْيِ عَبْــدَةِ الْاَوْثَــانِ وَالشِّرْكِ–(خطبات محمـدی عـن محمـد بـن قيـس بـن مخرمة)–

بیشک اہل جاہلیت عرفات سے اس وقت لوٹا کرتے تھے جب سورج ڈوبنے کے قریب ہو جایا کرتا تھا۔ گویا کہ وہ لوگوں کے عمامے ہیں۔ (آفتاب کی کرنیں جو لوگوں کے چہروں پر پڑتی تھیں، ان کو عمامہ سے تشبیہہ دی) اور مُزدلفہ سے اس وقت لوٹتے تھے جب سورج طلوع ہو جائے اور اسی حالت میں آجائے گویا کہ وہ لوگوں کے عمامے ہیں اور ہم اس وقت تک عرفات سے نہیں لوٹیں گے جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے اور مُزدلفہ سے ہماری واپسی سورج نکلنے سے پہلے ہو گی۔ ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔

فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ فَاَ حَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا

تم میں سے جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْىُ فَلاَ— (بخاری شریف عن عائشة)—

لپنے احرام کو صرف عمرہ کا احرام بنا لے تو اسے ایسا کر لینا چاہئے۔ مگر جس کے ساتھ ہدی ہے وہ ایسا نہ کرے۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِاَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ اِلَيْهِ سَلْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَخْبِرْنَا فِدَاكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلّى اللّٰهُ عليه وسَلَّمَ)— قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ، اِضَاعَةُ الصَّلٰوةِ، وَالْمَيْلُ مَعَ الْهَوٰى وَتَعْظِيْمُ رَبِّ الْمَالِ—

اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتاؤں۔ پس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہمیں (قیامت کی نشانیاں) بتلیئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ نمازوں کا ضائع کرنا، خواہشات کی طرف مائل ہونا، مالداروں کی تعظیم کرنا۔

فَقَالَ سَلْمَانُ وَيَكُوْنُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وسَلّمَ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِه فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ، تَكُوْنُ الزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَالْفَيْءُ مَغْنَمًا وَيُصَدَّقُ الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ الصَّادِقُ،

یہ سن کر حضرت سلمانؓ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا ہی ہو گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم ایسا ہو کر رہے گا۔ اے سلمانؓ اس وقت زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور مال غنیمت اپنی دولت تصور کی جائے گی اور جھوٹے آدمی کو سچا سمجھا جانے لگے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ خیانت کرنے

وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ الْاَمِيْنُ وَيَتَكَلَّمُ الرُّوَيْبِضَةُ- قَالَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ- قَالَ يَتَكَلَّمُ فِی النَّاسِ مَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ- وَيُنْكَرُ الْحَقُّ تِسْعَةَ اَعْشَارِهِمْ وَيَذْهَبُ الْاِسْلَامُ فَلَايَبْقٰى اِلَّا اِسْمُهٗ وَيَذْهَبُ الْقُرْاٰنُ فَلَايَبْقٰى اِلَّا رَسْمُهٗ وَتُحَلَّى الْمَصَاحِفُ بِالذَّهَبِ وَتَتَسَمَّنُ ذُكُوْرُ اُمَّتِیْ وَتَكُوْنُ الْمَشْوَرَةُ لِلْاِمَاءِ وَيَخْطُبُ عَلَى الْمَنَابِرِ الصِّبْيَانُ وَتَكُوْنُ الْمُخَاطَبَةُ لِلنِّسَاءِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تُزَخْرَفُ الْمَسَاجِدُ كَمَا تُزَخْرَفُ الْكَنَائِسُ وَالْبِيَعُ وَتُطَوَّلُ الْمَنَائِرُ وَتَكْثُرُ الصُّفُوْفُ مَعَ قُلُوْبٍ مُّتَبَاغِضَةٍ وَاَلْسِنٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَاَهْوَاءٍ جُمَّةٍ-

والے امین مشہور ہوں گے اور امین خائن سمجھے جائیں گے اور رُویبضہ لوگوں کے کاموں میں رائے دینے لگیں گے ۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رُویبضہ کس کو کہتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ (ایسا کمینہ اور رذیل شخص) جس سے لوگ بات کرنا بھی پسند نہ کریں وہ لوگوں کے معاملات میں رائے دینے لگے اور حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے اور اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کے صرف حروف رہ جائیں گے اور قرآن کو سونے سے منڈھا جائے گا اور میری امت کے مردوں میں موٹاپا بڑھ جائے گا ۔ کنیزوں سے مشورہ لیا جانے لگے گا، منبروں پر کم عمر لڑکے خطبے دینے لگیں گے اور کام کی بات عورتوں کے ہاتھ ہو گی ۔ اس وقت مسجدوں کو خوب سجایا جائے گا، جس طرح گرجے اور خانقاہیں سجائی جاتی ہیں اور مینار بلند کئے جائیں گے ۔ نمازیوں کی صفیں تو زیادہ ہوں گی مگر ان کے دل، زبان اور خیالات مختلف ہوں گے ۔

قَالَ سَلْمَانُ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ فِيْهِمْ اَذَلَّ مِنَ الْاَمَةِ يَذُوْبُ قَلْبُه فِیْ جَوْفِه كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ مِمَّا يَرٰى مِنَ الْمُنْكَرِ فَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُغَيِّرَهٗ وَيَكْتَفِی الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ وَيُغَارُ عَلَى الْغِلْمَانِ كَمَا يُغَارُ عَلَى الْجَارِيَةِ الْبِكْرِ– فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَكُوْنُ اُمَرَاءُ فَسَقَةً وَوُزَرَاءُ فَجَرَةً وَاُمَنَاءُ خَوَنَةً، يُضِيْعُوْنَ الصَّلٰوةِ وَيَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ– فَاِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُمْ– فَصَلُّوْا صَلٰوتَكُمْ لِوَقْتِهَا عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَجِيْءُ سَبْیٌ مِنَ

حضرت سلمانؓ نے پھر متعجب ہو کر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی ایسا ہو گا۔ آپ نے فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، یہی ہو گا۔ اے سلمانؓ اس وقت مومن ان کی نگاہوں میں کنیز سے بھی زیادہ ذلیل ہو گا۔ وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر گھلتا رہے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے کیونکہ وہ نافرمانیوں کو دیکھتا ہے اور ان کی اصلاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ مرد، مردوں میں شہوت رانی کرنے لگیں گے اور عورتیں آپس میں مشغول ہو جائیں گی۔ لڑکوں پر اسی طرح رشک ہونے لگے گا جیسے کنواری نوجوان عورتوں پر، پھر اس وقت اے سلمانؓ فاسق لوگ امام بن بیٹھیں گے، ان کے وزیر بدکردار ہوں گے، امین لوگ خیانت کرنے لگیں گے۔ نمازیں ضائع کر دی جائیں گی، خواہشات نفسانی کی پیروی کی جانے لگے گی۔ پس اگر تم ایسے وقت اور حالات کو پاؤ تو تم نماز کو وقت پر پڑھ لیا کرو۔ اس وقت اے

الْمَشْرِقِ وَسَبْيٌ مِنَ الْمَغْرِبِ جُثَاءُ هُمْ جُثَاءُ النَّاسِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ لَايَرْحَمُوْنَ صَغِيْرًا وَّلَا يُوَقِّرُوْنَ كَبِيْرًا— عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَحُجُّ النَّاسُ اِلٰى هٰذَا الْبَيْتِ الْحَرَامِ، تَحُجُّ مُلُوْكُهُمْ لَهْوًا وَتَنَزُّهًا وَاَغْنِيَاءُ هُمْ لِلتِّجَارَةِ وَمَسَاكِيْنُهُمْ لِلْمَسْئَالَةِ وَقُرَّاءُ هُمْ رِيَاءً وَّسُمْعَةً—

سلمانؓ مشرق و مغرب سے لوگ آئیں گے۔ ان کے جسم تو انسانی ہوں گے، مگر ان کے دل شیطانی ہوں گے۔ وہ نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے اور نہ بڑوں کی عزت کریں گے۔ اس وقت اے سلمانؓ لوگ اس بیت الحرام کا حج تو کریں گے، مگر بادشاہ تو سیر و تفریح کے طور پر حج کریں گے اور مالدار لوگ تجارتی اغراض کے لئے اور مسکین لوگ بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے اور قاری ریا کاری اور دکھاوے کے لئے حج کریں گے۔

قَالَ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)؟ قَالَ نَعَمْ— وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَفْشُو الْكَذِبُ وَيَظْهَرُ الْكَوْكَبُ لَهُ الذَّنَبُ وَتُشَارِكُ الْمَرْءَةُ زَوْجَهَا فِي التِّجَارَةِ وَتَتَقَارَبُ الْاَسْوَاقُ— قَالَ

حضرت سلمانؓ نے پھر تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسی طرح ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اسی طرح ہو گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا۔ دُم دار ستارہ ظاہر ہو گا اور عورتیں، مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی۔ بازار قریب ہو جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ بازاروں کا

وَمَا تَقَارُبُهَا؟ قَالَ كَسَادُهَا وَقِلَّةُ اَرْبَاحِهَا— عِنْدَ ذٰلِكَ يَا سَلْمَانُ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا فِيْهَا حَيَّاتٌ صُفْرٌ فَتَلْتَقِطُ رُءُوْسَاءَ الْعُلَمَاءِ لَمَّا رَءَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ— قَالَ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)؟ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِالْحَقِّ۔ (خطبات محمدی بروایت ابن مردویہ و امام سیوطی فی درالمنثور)

قریب ہونا کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ کساد بازاری ہو گی اور نفع کی کمی ہو گی ۔ اس وقت اے سلمانؓ اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہوا (آندھی) بھیجے گا جس میں پیلے رنگ کے سانپ ہوں گے اور وہ سانپ اس وقت کے سردار علماء پر گریں گے کیونکہ انہوں نے برائیوں کو دیکھ کر ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی ۔ حضرت سلمانؓ نے پھر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہی ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا یہ سب قیامت کے قریب اسی طرح واقع ہو گا۔

ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
از سید فضل الرحمن

صفحات: ۹۱۲

* حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سیرت مبارکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور نہایت جامع ہے۔
* محترمی حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ سابق صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد نے اپنے پیش لفظ میں تحریر فرمایا ہے۔"اس میں بعض ایسی تفصیلات ہیں جو عام کتابوں میں نہیں ہیں۔یہ کتاب اپنی نوعیت واہمیت کے لحاظ سے بہت بیش قیمت ہے۔"
* محترم حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہ ، سابق مہتمم و مفتی و استاذ حدیث مدرسہ امینیہ دہلی نے کتاب کے تعارف میں فرمایا"محترم حافظ صاحب نے کتاب میں مستند حالات و واقعات جمع کئے ہیں اور کتاب عوام و خواص کے پڑھنے کی ہے۔"

چند اہم عنوانات

* مکی زندگی، ہجرت مدینہ، مدنی زندگی، حجۃ الوداع اور آپ کی وفات پر تفصیل سے لکھا گیا ہے
* اسوۂ حسنہ، مکاتیب و فرامین اور مقاصد نبوت وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔
* امور سلطنت، اسلام کا تصور حکمرانی، ریاست کے بنیادی ارکان، اسلامی ریاست کا تصور، مسلم معاشرہ کی تشکیل، دنیا کا پہلا تحریری دستور، امن و استحکام کے قرآنی اصول اور عہد نبوی کا نظام حکومت جیسے اہم موضوعات اس کتاب کی امتیازی خصوصیات ہیں۔
* اسلامی نظام معشیت، تقسیم دولت کا اسلامی نظریہ، سودی کاروبار کے نقصانات، ارتکاز دولت کا انسداد وغیرہ امور تفصیل سے واضح اور محققانہ انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ اسلوب بیان کی سلاست و دلکشی کے ساتھ ساتھ مواد کی فراہمی میں نہایت تحقیق و احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔
* بہترین کاغذ، چھ رنگوں کا دیدہ زیب و دلکش سرورق، عمدہ کمپیوٹرائزڈ کتابت، اعلیٰ آفسٹ طباعت اور مضبوط جلد بندی اس کی اضافی خوبیاں ہیں۔

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

خطباتِ ہادیِ اعظمؐ

(زیرِ طبع)

از سید فضل الرحمن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات پر مشتمل اب تک شائع ہونے والا سب سے بڑا اور مستند مجموعہ، چھ رنگوں کے نہایت خوبصورت لیمنٹیڈ سرورق، بہترین کمپوزنگ، نہایت نفیس آفسٹ طباعت اور مضبوط جلد بندی کی اضافی خوبیوں کے ساتھ سیرت کے موضوعات میں ایک نادر اضافہ

چند خصوصیات

۱..... ابتدا میں خطابتِ نبوی کے موضوع پر ایک مضمون اور گلہائے فصاحت کے عنوان کے تحت ۱۳۰ منتخب جوامع الکلم شامل ہیں۔

۲..... جس حد تک ممکن ہوا خطبہ کی مکمل روایت بیان کی گئی ہے تاکہ خطبہ کا محل و پس منظر واضح ہو جائے۔

۳..... تمام خطبات مستند کتب سے لئے گئے ہیں۔ جن میں سے اکثر صحاح ستہ سے ماخوذ ہیں۔

۴..... ہر خطبہ پر مضمون کی مناسبت سے مختصر عنوان قائم کر دیا گیا ہے۔

۵..... تمام حوالہ جات اصل کتابوں کی طرف مراجعت کر کے تحریر کئے گئے ہیں۔

۶..... ایک خطبہ سے متعلق تمام روایات ایک ہی مقام پر جمع کر دی گئی ہیں۔ مثلاً حجۃ الوداع سے متعلق تمام روایات ایک ہی جگہ مل سکتی ہیں۔

۷..... خطبات کی صرف وہ روایات لی گئی ہیں جن میں واضح طور پر خطبہ کی صراحت ہے۔

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

افکارِ زواریہ

ترتیب: سید فضل الرحمن

صفحات: ۲۸۰ قیمت: ۹۰ روپے

- یہ فقیہ العصر حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و افکار پر مشتمل ایک گراں قدر مجموعہ ہے۔
- اعلیٰ کمپوزنگ، نہایت نفیس آفسٹ طباعت، مضبوط جلد بندی اور خوبصورت لیمینیٹڈ سرورق۔
- ابتداء میں حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے میں مختلف اہل علم کی آراء اور آپ کی کتابوں پر تبصرے شامل ہیں۔
- زبان نہایت سادہ اور انداز بیان عام فہم ہے۔
- تصوف کی اصطلاحات کی عام فہم اور دلنشین تشریح کی گئی ہے۔
- حضرت شاہ صاحب کے منظوم تراجم پہلی بار یکجا کیے گئے ہیں۔
- فقہ، تصوف اور دوسرے موضوعات پر بہت سی ایسی باتیں اس کتاب کی خصوصیت ہیں جو عام کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔
- بعض ایسے جدید مسائل پر محققانہ بحث کی گئی ہے جو اہل علم کے ہاں اختلافی رہے ہیں۔
- روز مرہ پیش آنے والے مسائل اور مشکلات پر تبصرہ اور ان کے حل کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں تجاویز شامل ہیں۔
- سماجی و معاشرتی برائیوں اور ان کے اسباب و عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے انسداد و سدِباب کے لئے قرآن و سنت کے حوالے سے رائے دی گئی ہے۔

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز